Regd L. No 5254

317

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

از الفضل بد اللہ و نبت یشاء
عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

خاص نمبر

لاہور
پاکستان

روزنامہ

الفضل

فی پرچہ ا

یوم ۔ سہ شنبہ ۲۷ شوال ۱۳۷۳ھ

جلد ۴۳/۸ | ۲۹ احسان ۱۳۳۳ ہش ۲۹ جون ۱۹۵۴ء | نمبر ۸۸

مشرقی بنگال میں پارلیمانی زندگی بحال کرنے میں ایک دن کی بھی غیر ضروری تاخیر نہیں کی جائیگی

پارلیمنٹ میں دفعہ ۹۲ الف کے نفاذ پر بحث کا آغاز کرتے ہوئے وزیر اعظم کا اعلان

کراچی ۲۸ جون۔ آج پارلیمنٹ میں مشرقی بنگال میں دفعہ ۹۲ الف کے نفاذ پر بحث شروع ہوئی۔ وزیر اعظم مسٹر محمد علی نے ایوان کو بتایا کہ صوبہ میں پارلیمانی زندگی بحال کرنے میں ایک دن کی بھی غیر ضروری تاخیر نہیں کی جائے گی۔ لیکن آپ نے یہ واضح کر دیا کہ حکومت جلد بازی میں کوئی قدم نہیں اٹھائے گی۔ اور پارلیمانی زندگی اس وقت تک بحال نہیں کی جائے گی۔ جب تک اسے یہ یقین نہیں ہو جائے گا۔ کہ تخریبی عناصر پھر برسراقتدار نہیں آئیں گے۔ اور جب تک اسے یہ اطمینان نہیں ہو جائے گا۔ کہ جن لوگوں نے انتخابات کے بعد اسمبلی بنتے وقت حلف وفاداری اٹھایا تھا۔ وہ واقعی وفادار رہیں۔ آپ نے کہا کہ متحدہ محاذ میں ایسے لوگ موجود ہیں جو مملکت کے وفادار نہیں ہیں۔ وزیر اعظم نے افسوس ظاہر کیا کہ مولانا بھاشانی جیسے لوگ جنہیں ہم کسی زمانے میں کٹر محب الوطن سمجھتا تھا بدل گئے۔ اور صوبہ کے مختلف طبقوں کے درمیان آگ بھڑکانے کے لئے شب و روز کام کرنے لگے۔ مشرقی بنگال کے بلوؤں کے متعلق وزیر اعظم نے کہا کہ یہ بلوے کمیونسٹوں اور ان کے حواریوں نے کرائے۔ انہوں نے پاکستانی قوم پرستی کے مقابلے میں جھوٹی صوبہ پرستی کو ابھارا۔ آپ نے کہا کہ ان بلوؤں کے سلسلہ میں جو شخص بھی مجرم پایا جائیگا اس کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔

مشرقی بنگال میں جو گرفتاریاں کی جا رہی ہیں ان کے متعلق وزیر اعظم نے بتایا کہ ان گرفتاریوں کا مقصد ہنگامی صورت حال پر قابو پانا تھا۔ لیکن پھر بھی اس اطمینان کے لئے کہ کوئی بیگناہ شخص قید میں نہ رکھا جائے ایک کمیٹی مقرر کر دی ہے۔ جو گرفتار شدگان کے سابقہ حالات معلوم کرے گی۔ چنانچہ اس کمیٹی کی رپورٹ پر اب تک سو سے زیادہ اشخاص رہا کئے جا چکے ہیں۔ وزیر اعظم نے بعض حلقوں کے اس شرانگیز پروپیگنڈہ کی تردید کی کہ مشرقی بنگال میں فوجی حکومت قائم کی گئی ہے۔

مسٹر محمد علی نے اختصار کے ساتھ ان واقعات کو بیان کیا جن کی وجہ سے صوبہ میں دفعہ ۹۲ الف نافذ کرنی پڑی۔ آپ نے ایوان کو یاد دلایا۔ کہ ۳ مارچ انتخابات کے موقعہ پر مختلف خیالات رکھنے والے لوگوں نے متحدہ محاذ بنایا کہ اس محاذ میں کمیونسٹ شامل نہیں تھے۔ لیکن وہ اس کے پس پشت ضرور تھے۔ کمیونسٹوں نے صنعتی کارخانوں میں بلوے کرانے کے لئے پوری کوشش کی۔ تاکہ پیداوار کم ہو۔ اور صوبہ کی صنعتی ترقی بالکل مفلوج ہو کر رہ جائے۔ آپ نے کہا کہ فضل الحق وزارت نے نہ صرف یہ کہ ان بلوؤں کے انسداد کے لئے تدابیر اختیار نہیں کیں۔ بلکہ مرکز نے امن و امان قائم رکھنے میں جو ہدایات دی تھیں ان پر بھی عمل کرنے سے انکار کر دیا۔ مرکز نے کمیونسٹوں اور تخریبی عناصر کے بارہ میں شرشات ظاہر کئے تھے اور ان پر کڑی نظر رکھنے کی ہدایت کی تھی۔ مرکز نے یہ ہدایت بھی دی تھی۔ کہ بعض ضروری مقامات زیر حفاظت علاقے قرار دئے جائیں اور مختلف مقامات پر ایسٹ پاکستان رائفلز کی تعیناتی کی جائے۔ تاکہ مشتبہ اشخاص صوبہ میں داخل نہ ہونے پائیں۔ مرکز نے یہ مشورہ بھی دیا تھا کہ بعض بیرونی اخبارات پر پابندی عائد کر دی جائے۔ سب سے بڑھ چڑھ کر وہ بیانات ہیں جو مسٹر فضل الحق نے کلکتہ میں دیئے یہ بیانات پاکستان کی بنیاد کے ہی خلاف تھے کلکتہ جانے سے پہلے انہوں نے مجھ سے ملاقات کے دوران میں کہا تھا کہ میں طاقتور مرکز کے حق میں ہوں۔ لیکن کلکتہ سے واپس پہنچ کر

گوائٹے مالا کے صدر کے مستعفی ہونے کے بعد کمانڈر انچیف نے

اختیارات سنبھال لئے

گوائٹے مالا ۲۸ جون۔ گوائٹے مالا کے صدر جیکب آربنز کے مستعفی ہونے کے بعد وہاں کے کمانڈر انچیف نے اختیارات سنبھال لئے ہیں۔ کل صدر آربنز نے گوائٹے مالا کے ریڈیو سے ایک تقریر نشر کرتے ہوئے اپنے اختیارات سے دستبردار ہونے کا اعلان کر دیا تھا۔ نیز معلوم ہوا ہے کہ گوائٹے مالا شہر سے ۔۔ میل شمال مشرق میں ایک اہم جگہ سرکاری فوجوں اور باغیوں میں زبردست لڑائی ہو رہی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت

ربوہ ۲۶ جون۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی عام طبیعت روزمرہ کے مطابق ہی ہے۔ کل جمعہ کے بعد ضعف کی شکایت ہو گئی تھی۔

احباب اپنے پیارے امام کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

صدر آئزن ہاور اور مسٹر چرچل کے درمیان

آخری ملاقات

واشنگٹن ۲۸ جون۔ آج واشنگٹن میں صدر آئزن ہاور، مسٹر ڈلس۔ مسٹر چرچل اور مسٹر ایڈن کے درمیان آج پھر ایشیائی معاملوں اور ایٹمی معلومات کے تبادلہ کے بارہ میں آخری ملاقات ہوئی۔

چوہدری محمد ظفر اللہ خان اور مسٹر ایڈن و مسٹر کیسی کے درمیان ملاقات

واشنگٹن ۲۸ جون وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان آج برطانوی وزیر خارجہ مسٹر ایڈن اور آسٹریلیا کے وزیر خارجہ مسٹر کیسی سے ملاقات کرنے والے ہیں۔

چو این لائی رنگون پہنچ گئے

رنگون ۲۸ جون۔ چین کے وزیر اعظم اور وزیر خارجہ مسٹر چو این لائی رنگون کے وزیر اعظم کی دعوت پر آج نئی دہلی سے رنگون پہنچ گئے۔

چین اور برطانیہ میں تجارتی بات چیت

لندن ۲۸ جون۔ آج رات لنڈن میں چین اور برطانیہ کے درمیان تجارتی بات چیت شروع ہو رہی ہے۔ بات چیت میں حصہ لینے کے لئے چینی وفد جو گیارہ ارکان پر مشتمل ہے۔ آج لنڈن پہنچ گیا۔

حکومت پنجاب کا ہفتہ وار اخبار

لاہور ۲۸ جون۔ حکومت پنجاب ایک ہفتہ وار اخبار نکال رہی ہے۔ جس کا نام صوبہ کے نام پر "پنجاب" رکھا جائے گا۔ اس کا پہلا پرچہ یکم جولائی کو شائع ہو گا۔

انڈونیشیا جاتے ہوئے صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کا

بمبئی اور کولمبو میں ورود

جناب صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب ابن سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جو فریضہ تبلیغ ادا کرنے انڈونیشیا جا رہے ہیں "ایشیا" نامی جہاز کے ذریعہ ۲۰ جون کو کراچی سے بمبئی وارد ہوئے۔ بندرگاہ پر احباب جماعت نے آپ کا استقبال کیا۔ اور پھولوں کے ہار پہنائے۔ صاحبزادہ صاحب معہ بیگم صاحبہ "الحق بلڈنگ" میں تشریف لائے۔ بعد نماز عصر آپ کے اعزاز میں ٹی پارٹی کا انتظام کیا گیا۔ جس میں مختلف طبقوں کے سرکردہ حضرات شریک ہوئے۔ مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مشن بمبئی نے آپ کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔ جس کے جواب میں صاحبزادہ صاحب نے ایک مختصر مگر جامع تقریر فرمائی۔ اور موجودہ زمانے میں تبلیغ اسلام کی اہمیت پر زور دیا۔ آپ دوسرے روز ۲۲ جون کو صبح نو بجے واپس بندرگاہ تشریف لے گئے۔ احباب جماعت نے الوداع کہا۔ آپ کا جہاز ۲ بجے شام کولمبو روانہ ہو گیا ۲۴ جون کو جہاز کولمبو پہنچا۔ بندرگاہ پر مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر مبلغ سیلون اور دیگر احمدی احباب نے جناب صاحبزادہ صاحب کا استقبال کیا۔ احمدیہ مشن ہاؤس میں آپ کے اعزاز میں ایک جلسہ عام کا انتظام کیا گیا۔ جس میں سیلون کے احمدی احباب کی طرف سے جناب صاحبزادہ صاحب کو خوش آمدید کہا گیا۔ صاحبزادہ صاحب نے جواب میں تقریر فرمائی۔ بعد ازاں احباب نے اجتماعی دعاؤں کے ساتھ محترم صاحبزادہ صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ کو جہاز پر الوداع کہی۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سفر میں آپ کا حامی و ناصر ہو۔ اور بخیر و عافیت منزل مقصود پر پہنچائے۔ آمین۔

اسسٹنٹ ایڈیٹر: روشن دین تنویر

شانِ محمد عربی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاق ایامِ مصائب میں

"حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں اور دوسرے لوگوں پر بکلی فتح پاکر۔ اور ان کو اپنی تلوار کے نیچے دیکھ کر پھر ان کا گناہ بخش دیا۔ اور صرف انہی چند لوگوں کو سزا دی۔ جن کو سزا دینے کے لئے حضرتِ احدیت کی طرف سے قطعی حکم وارد ہو چکا تھا۔ اور بجز ان ازلی ملعونوں کے ہر ایک دشمن کا گناہ بخش دیا اور فتح پاکر سب کو لا تثریب علیکم الیوم کہا۔ اور اسی عفو تقصیر کی وجہ سے کہ جو مخالفوں کی نظر میں ایک امر محال معلوم ہوتا تھا۔ اور اپنی شرارتوں پر نظر کرنے سے وہ اپنے تئیں اپنے مخالف کے ہاتھ میں دیکھ کر مقتول خیال کرتے تھے۔ ہزار ہا انسانوں نے ایک ساعت میں دینِ اسلام قبول کر لیا۔ اور حقانی صبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کہ جو ایک زمانۂ دراز تک آنجناب نے ان کی سخت سخت ایذاؤں پر کیا تھا۔ آفتاب کی طرح ان کے سامنے روشن ہو گیا۔

اور چونکہ فطرۃً یہ بات انسان کی عادت میں داخل ہے۔ کہ اسی شخص کے صبر کی عظمت اور بزرگی انسان پر کامل طور پر روشن ہوتی ہے کہ جو بعد زمانۂ آزار کشی کے اپنے آزار دہندہ پر قدرتِ انتقام پاکر اس کے گناہ کو بخش دے اس وجہ سے مسیح کے اخلاق کہ جو صبر اور حلم اور برداشت کے متعلق تھے۔ بخوبی ثابت نہ ہوئے اور پورا امر اچھی طرح نہ کھلا۔ کہ مسیح کا صبر اور حلم اختیاری تھا۔ یا اضطراری تھا۔ کیونکہ مسیح نے اقتدار اور طاقت کا زمانہ نہیں پایا۔ تا دیکھا جاتا کہ اس نے اپنے موذیوں کے گناہ کو عفو کیا۔ یا انتقام برخلاف اخلاق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ وہ صدہا مواقع میں اچھی طرح کھل گئے۔ اور امتحان کئے گئے۔ اور ان کی صداقت آفتاب کی طرح روشن ہو گئی۔ اور جو اخلاق کرم اور جود اور سخاوت اور ایثار اور فتوت اور شجاعت اور زہد اور قناعت اور اعراض عن الدنیا کے متعلق تھے۔ وہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں ایسے روشن اور تاباں اور درخشاں ہوئے۔ کہ مسیح کیا۔ بلکہ دنیا میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی بھی ایسا نبی نہیں گذرا۔ جس کے اخلاق ایسی وضاحتِ تامہ سے روشن ہو گئے ہوں"۔

(براہین احمدیہ ص۲۵۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کفار مکہ کو معاف کرنا

"کہاں یسوع کو یہ موقعہ ملا۔ کہ وہ یہود کو سزا دینے پر قادر ہوتا۔ اور پھر درگذر کرتا ہاں یہ اخلاق فاضلہ ہمارے سید و مولیٰ افضل الانبیاء خیر الاصفیاء محمد مصطفیٰ خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وسلم میں ثابت ہیں کہ آپ نے جب مکہ والوں پر فتح پائی۔ جنہوں نے . . . .

. . . .

. . آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بہت ستایا تھا۔ اور صدہا ناحق کے خون کئے تھے۔ اور یقین رکھتے تھے کہ ہم اپنی خونریزیوں کے عوض ٹکڑے ٹکڑے کئے جائیں گے۔ ان سب کو بخش دیا۔ اور کہا۔ کہ جاؤ۔ میں نے آزاد کر دیا۔ عیسائیوں کی اگر نیک قسمت ہے۔ تو اب بھی اس آفتاب صداقت کو شناخت کریں اور مردہ پرستی سے باز آئیں"۔

(اشتہار دو عیسائیوں میں محاکمہ)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعاؤں کی قوت تکوین

"یہ بات ارباب کشف اور کمال کے نزدیک بڑے بڑے تجارب سے ثابت ہو چکی ہے۔ کہ کامل کی دعا میں ایک قوتِ تکوین پیدا ہو جاتی یعنی باذنہٖ تعالے وہ دعا عالم سفلی اور علوی میں تصرف کرتی ہے۔ اور عناصر اور اجرام فلکی اور انسانوں کے دلوں کو اس طرف لے آتی ہے جو طرف موید مطلوب ہے۔ خدا تعالے کی پاک کتابوں میں اس کی نظیریں کچھ کم نہیں ہیں۔ بلکہ اعجاز کے بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابت دعا ہی ہے اور جس قدر ہزاروں معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے ہیں۔ یا جو کچھ کہ اولیائے کرام ان دنوں تک عجائب کرامات دکھلاتے رہے۔ اس کا اصل اور منبع یہی دعا ہے۔ اور اکثر دعاؤں کے اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرتِ قادر کا تماشا دکھلا رہے ہیں۔ وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا۔ کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے۔ اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے۔ اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا۔ کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا۔ اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو۔ کہ وہ کیا تھا۔ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں۔ جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا۔ اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں۔ کہ جو اس امی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اللّٰھم صل وسلم وبارک علیہ وآلہٖ بعدد ہمہ و غمہ و حزنہ لھذہ الامۃ وانزل علیہ انوار رحمتک الی الابد" —

دبارک علیہ وآلہٖ ... برکات الدعا
(اصل: دبارك عليه واٰله ... بركات الدعاء)

محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ

عجب نوریست در جانِ محمدؐ	عجب لعلیست در کانِ محمدؐ
اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت	بشو از دل ثنا خوانِ محمدؐ
اگر خواہی دلیلے عاشقش باش	محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ
سرے دارم فدائے خاکِ احمدؐ	دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ
بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم	نثارِ روئے تابانِ محمدؐ

دریں رہ گر کشندم ور بسوزند
نتابم رو ز ایوانِ محمدؐ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئیاں

"قرآن شریف بہت سی پیشگوئیوں سے بھرا پڑا ہے۔ جیسا کہ روم اور ایران کی سلطنت کی نسبت ایک زبردست پیشگوئی قرآن شریف میں موجود ہے۔ اور یہ اس وقت کی پیشگوئی ہے۔ جب کہ مجوسی سلطنت نے ایک لڑائی میں رومی سلطنت پر فتح پائی تھی اور کچھ زمین ان کے ملک کی اپنے قبضہ میں کر لی تھی۔ تب مشرکین مکہ نے فارسیوں کی فتح اپنے لئے ایک نیک فال سمجھی تھی۔ اور اس سے یہ سمجھا تھا۔ کہ چونکہ فارسی سلطنت مخلوق پرستی میں ہماری شریک ہے۔ ایسا ہی ہم بھی اس نبی کا استیصال کریں گے جس کی شریعت اہل کتاب سے مشابہت رکھتی ہے۔ تب خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں یہ پیشگوئی نازل فرمائی۔ کہ آخر کار رومی سلطنت کی فتح ہو گی . . . .

. . . . اسپارہ میں قرآن شریف کی یہ آیت ہے:۔

الٓـمّٓ۔ غلبت الروم فی ادنی
الارض وھم من بعد غلبھم
سیغلبون فی بضع سنین
للہ الامر من قبل ومن بعد
ویومئذٍ یفرح المومنون

(ترجمہ) میں خدا ہوں۔ جو سب سے بہتر جانتا ہوں۔ رومی سلطنت بہت قریب زمین میں مغلوب ہو گئی ہے۔ اور وہ لوگ پھر نو سال تک تین سال کے بعد مجوسی سلطنت پر غالب ہو جائیں گے۔ اس دن مومنوں کے لئے بھی ایک خوشی کا دن ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور تین سال کے بعد نو سال کے اندر پھر رومی سلطنت ایرانی سلطنت پر غالب آ گئی۔ اور اسی دن مسلمانوں نے بھی مشرکوں پر فتح پائی۔ کیونکہ وہ دن بدر کی لڑائی کا دن تھا۔ جس میں اہل اسلام کو فتح ہوئی"۔

(چشمہ معرفت ص۳۰۷)

روزنامہ الفضل لاہور
مورخہ ۲۹ احسان ۱۳۳۰ ہش

مسلمان اور موجودہ حالات

جو لوگ آج کل کی دنیا کے حالات کا غور سے مطالعہ کرتے ہیں۔ وہ اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ کہ موجودہ جنگ زرگری کی دنیا میں ان ملکوں کا جن میں زیادہ تر مسلمان آباد ہیں۔ وہ اثر و رسوخ نہیں جو غیر اسلامی ممالک کا ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ آج تمام دنیاوی اور مادی طاقتیں ان لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں جو نہ صرف غیر مسلم ہیں۔ بلکہ مسلمانوں سے کوئی بھی دلی ہمدردی نہیں رکھتے۔ اور اگر وہ اسلامی ممالک سے کوئی رابطہ بھی قائم کرتے ہیں۔ تو محض اپنی بلند سطح سیاست کی بساط کا ایک معمولی مہرہ سمجھ کر کرتے ہیں۔ وہ ان کو اپنے مطالب و مقاصد کی تکمیل کا محض ایک ذریعہ یا آلہ کار سے زیادہ حیثیت نہیں دیتے۔

وجہ یہی ہے کہ ان کے نزدیک مسلمانوں کی قیمت صرف ان کی تعداد کی وجہ سے ہے نہ کہ کسی ذاتی خوبی کی وجہ سے

ان کے نزدیک نہ مسلمانوں کے پاس مادی طاقت ہے۔ نہ اخلاقی طاقت جس کی وجہ سے وہ دنیا پر اثر انداز ہو سکیں۔ لیکن چونکہ مسلمان مراکو سے لے کر سپین تک اور روس سے لے کر انڈونیشیا تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اس لئے وہ مجبور ہیں۔ کہ وہ اس حصۂ دنیا سے اپنے تجارتی مفادات برقرار رکھنے کے لئے مسلمانوں سے رابطہ پیدا کریں۔ ورنہ ان کے خیال میں موجودہ مسلمان بلحاظ قومی اور انفرادی زندگی کے بالکل بے حس ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ ان کے خیال کے مطابق وہ دنیا کی ترقی میں بھی حائل ہو رہے ہیں۔

اس حقیقت کو حساس مسلمان مدت سے محسوس کر رہے ہیں۔ اور مشرق و مغرب میں کئی ایسے مصلح مسلمانوں میں پیدا ہوئے ہیں۔ جو مسلمان اقوام کا یہ جمود توڑنے اور ان کو دنیا کی فعال اقوام کے ساتھ کھڑا کرنے کے لئے جدوجہد کرتے رہے ہیں۔ ایسی کئی ایک شخصیتیں مصر، ترکی، ایران، ہندوستان میں ظہور پذیر ہوئی ہیں۔ اور اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ تمام اسلامی ممالک میں ایک ہیجان سا پیدا ہو چکا ہے۔ اور ایک بیداری کی رو چل چکی ہے۔ اگرچہ آج جو سرگرمیاں ہم مختلف اسلامی ممالک میں دیکھتے ہیں۔ اپنی افادیت سے خالی نہیں ہیں۔ مگر موجودہ دنیا کے ماحول میں جہاں تک مادی طاقت کا تعلق ہے۔ اسلامی ممالک کی حیثیت اگر صفر سے کم نہیں۔ تو اس سے زیادہ بھی نہیں۔

جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا ہے۔ اس وقت مسلمان اقوام میں جو بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ اور جو کشمکش وہ کر رہی ہیں۔ افادیت سے خالی نہیں۔ لیکن اس وقت تک مسلمان اقوام میں جو بیداری پیدا ہوئی ہے۔ وہ چونکہ مغربی اقوام کے تصورات قومی کی بنا پر ہوئی ہے۔ اس لئے اس سے جو کشمکش ان ممالک میں ہو رہی ہے۔ وہ ابھی انہی تصورات تک ہی محدود ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ بعض ممالک میں اسلام کے نام پر بھی جماعتیں کام کر رہی ہیں۔ لیکن ان کی سرگرمیاں بھی بجائے اسلام کے سیاست تک محدود ہیں۔ اور بجائے مسلمان اقوام کے لئے رہنما ہونے کے عام سیاسی کشمکش میں جو یہ اقوام کر رہی ہیں۔ الجھنیں پیدا کرنے کا باعث بن رہی ہیں۔ مسلمان اقوام اسلام کی وجہ سے مسلمان اقوام کہلاتی ہیں لیکن اسلام کی طاقت ان کی پشت پر نہیں ہے۔ بلکہ اسلام کے نام پر بھی جو کچھ ان ممالک میں ہو رہا ہے۔ وہ بس اسی قدر ہے۔ کہ مذہبی زعما چاہتے ہیں۔ کہ کسی نہ کسی طرح ملکی اقتدار پر ان کا قبضہ ہو جائے۔ اور اس طرح بخیال خویش اسلام کو کامیاب بنایا جائے۔

ہم ایسے لوگوں کی نیتوں پر حملہ نہیں کرتے۔ ہم تسلیم کر لیتے ہیں۔ کہ ان کی نیتیں اچھی ہیں لیکن ہم یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتے۔ کہ ان کی نگاہ بہت محدود ہے۔ اور ان کی سرگرمیاں اپنی تنگ نظری کی وجہ سے نہ صرف غیر مسلمان اقوام میں مسلمان اقوام اور اسلام کو بدنام کرنے کا باعث ہو رہی ہیں۔ بلکہ خود سمجھدار اور تعلیم یافتہ مسلمانوں کو بھی اسلام سے دور لے جا رہی ہیں۔ اور ان کے خیالات میں انتشار کا باعث بن رہی ہیں۔

الغرض اسلامی ممالک میں مذہب کے نام پر بھی جو تحریکیں اٹھی ہیں۔ وہ بھی بجائے اسلام اور مسلمانوں کا وقار دنیا میں قائم کرنے کے الٹا اپنے اپنے ملک کے لئے زحمت بنی ہوئی ہیں۔ اور غیر ملکوں کے لئے اسلام اور مسلمانوں کے متعلق غلط فہمیاں پرورش کرنے اور ان کو نشو و نما دینے کا کام سر انجام دے رہی ہیں۔ حالانکہ چاہیئے تھا۔ کہ موجودہ بے چین اور جنگ سے ڈری ہوئی دنیا کے سامنے اسلام کا نظریۂ صلاحیتی اور امن اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت کا نمونہ پیش کیا جاتا۔ جو سراپا عفو و درگذر تھا۔ جس کو اللہ تعالےٰ نے رحمۃ للعالمین کا خود نام دیا۔ اور جس کو صاف صاف لفظوں میں علیٰ خلق عظیم فرما کر تمام دنیا کے لئے اسوۂ حسنہ بنایا۔ اور جو اسلام کی حقیقی قوت ہے۔

افسوس ہے۔ کہ ہمارے اسلامی ممالک میں جو تجدید و احیائے اسلام کی تحریکیں برپا کی گئی ہیں۔ وہ ان اعتراضات کے خطوط پر کی گئی ہیں۔ جو دشمنانِ اسلام نے اسلام کو دنیا سے نیست و نابود کرنے کے لئے گھڑے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سوانح سے بعض واقعات کی محرف توضیحات کر کے اپنی اغراض کی تائید کے لئے دنیا کے سامنے پیش کئے۔ اس سے بھی بڑھکر افسوس یہ ہے۔ کہ اس کا جو ضرر مسلمان ممالک اور اسلام کو پہنچ رہا ہے۔ اس سے ہم بالکل بے پروا ہیں۔ اور اسلامی اقوام کی اس سیاسی سعی و کوشش پر بھی پانی پھیرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جو وہ آج اپنی سیاسی رستگاری کے لئے اپنی اپنی بساط کے مطابق کر رہی ہیں۔

اس وقت دنیا میں دو نظریوں کی جنگ ہو رہی ہے۔ مغربی جمہوریت اور اشتراکیت۔ مغربی جمہوری ممالک۔ اسلامی ممالک کو جمہوری رکھنا چاہتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی وہ انہیں اپنا غلام بھی بنائے رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ اپنا مطلب نکالنے کے لئے اب اسلام کی حمایت کا بھی دعوے کرتے ہیں۔ مگر کوئی نہیں جو ان کو اسلام کا صحیح چہرہ دکھانے کے لئے آگے بڑھے دوسری طرف اشتراکیت ہے۔ جو ہمیں تحفۂ الحاد پیش کرنے کے لئے تیار کھڑی ہے۔ اور کئی ایک وسط ایشیا کے اسلامی ممالک کو اپنی آغوش میں لے چکی ہے۔ آج بخارا جو کبھی اسلام کا مرکز تھا۔ اشتراکی الحاد کا گڑھ بن چکا ہے۔

الغرض ہم ایک ایسے راستہ پر ہیں۔ جس کے دونوں طرف آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ خواہ دائیں گریں یا بائیں ہمارا جل کر راکھ ہو جانا یقینی ہے۔ لیکن کیا یہ آتش نمرود واقعی اولاد ابراہیمؑ کو بھسم کر دے گی؟ اے اللہ ..... اف نہیں۔ ہرگز نہیں۔

یہ ہر ایک احمدی کا ایمان ہے۔ یہ ایک خواب ہی سہی۔ اور یہ ایک خواب ہی ہے۔ جو آج ہر احمدی دیکھ رہا ہے۔ مگر اس خواب کی تعبیر نکلے گی۔ اور ضرور نکلے گی۔ جلد یا بدیر ضرور نکلے گی۔ یہ خواب ہمیں حقیقت کی طرح محسوس ہو رہا ہے۔ ہر احمدی کو۔ کیونکہ ہر احمدی کا ایمان ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سچا ہے۔ کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

جامعہ نصرت ربوہ میں داخلہ

جامعہ نصرت میں فرسٹ ایر آرٹس کا داخلہ ۲۶ رجون سے شروع ہو کر چھ جولائی تک جاری رہے گا۔ اور اس کے بعد لیٹ فیس کے ساتھ۔ کالج میں آرٹس کے تمام مضامین پڑھانے کا انتظام ہے۔ احباب جماعت کو چاہیئے۔ کہ اپنی بچیوں کو مرکز میں تعلیم دلوائیں۔ تاکہ وہ اعلیٰ دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی حاصل کر سکیں۔ کالج کے ساتھ ہوسٹل کا بھی انتظام ہے۔ پراسپکٹس و فارم داخلہ پرنسپل جامعہ نصرت ربوہ کو لکھ کر منگوائے جا سکتے ہیں۔

(ڈائریکٹیس جامعہ نصرت)

جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۳۰ رجون بروز بدھ

جملہ جماعت ہائے احمدیہ کو چاہیئے کہ حسب دستور سابق مورخہ ۳۰ رجون بروز بدھ اپنی اپنی جگہ سیرت النبیؐ کے جلسے منعقد کر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ سوانح حیات کے ہر پہلو کو وضاحت سے بیان کریں۔ حضور اقدسؐ کی سیرت پر بولنے کے لئے بچوں اور بڑوں کو سب کو موقعہ دیا جائے۔

(ناظر دعوت و تبلیغ)

انسانِ کامل

رقم فرمودہ حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ

انسانیت کے کمال کا معیار

ہر چیز کے کمال کے لئے ایک معیار ہوتا ہے۔ جس پر پوری اتر کر وہ چیز کامل کہلا سکتی ہے۔ توپ کے کمال کا معیار اس کی مار۔ جہاز کے کمال کے لئے اس کی رفتار۔ دریا کے لئے اس کی روانی۔ پہاڑ کے لئے بلندی۔ برف کے لئے ٹھنڈک۔ شہد کے لئے مٹھاس۔ غرض ہر شے کا کمال دوسری شے کے کمال سے جدا الگ اور بالکل ممیز ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ انسان کے کمال کا معیار ہے؟ تو اسے کہہ دو کہ انسان عالم موجودات میں خدا کا مظہر اور اس کا خلیفہ ہے۔ اس لئے انسان کے کمال کے لئے خود خدا کی ذات بابرکات معیار ہے۔ یعنی جو شخص جس قدر زیادہ خدا کے رنگ میں رنگین اس کے صبغہ سے مصبوغ۔ اور اس کے اخلاق سے متخلق ہوگا۔ اتنا ہی اسے کمال سے حصہ ملے گا پس کامل وہ شخص ہے جو کامل طور پر خدا تعالےٰ کے رنگ میں رنگین اور اس کے اوصاف سے موصوف ہو۔ ہمارے نزدیک ابتدائے آفرینش سے آج تک اور آج سے قیامت تک ہر ملک اور ہر قوم میں خدا کے کامل بندے پیدا ہوتے رہے اور پیدا ہوتے رہیں گے۔ کیونکہ یہی لوگ تو دنیا کی زینت اور انسان کے لئے مفخر ہیں یہ نہ ہوں تو انسانوں کی دنیا اور حیوانوں کی دنیا میں کیا فرق رہ جائے؟ لیکن کاملوں کا کامل اور اکملوں کا اکمل بلکہ انسانی کمالات کی دنیا کا شہنشاہ صرف ایک وجود ہے وہ کون؟ وہی جس کے متعلق اس کا رب سے بڑا عاشق کہتا ہے ؎

تمام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

خدا تعالےٰ کے تمام کمالات کا آئینہ

وہی ہے جو خدا کے سارے اخلاق سے مزین اس کے تمام اوصاف سے متصف اور اس کے تمام کمالات کا آئینہ ہے۔ اور تاریخ اور حدیث کی کتابیں اس کے ان کمالات سے بھری پڑی ہیں۔ لیکن . . . .

. . . میں حضور علیہ السلام کی سیرۃ کا وہی پہلو اس وقت پیش کرتا ہوں۔ جو حضور کی جنگوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں۔ اور خدا کی دی ہوئی توفیق سے کہتا ہوں۔ کہ کوئی انسانی کمال نہیں جو حضور کی جنگوں سے ہم حضور میں نہ دیکھ سکتے ہوں۔ اور کوئی اعلےٰ اخلاق نہیں جو حضور کے غزوات سے سورج کی طرح حضورؐ کے وجود میں آب و تاب سے نہ چمکتا ہو۔ اور حضور کی کوئی مزیت و فضیلت نہیں۔ جسے میدان جنگ کا شور و شغب مدہم کر سکے۔ یا لڑائی کے میدان کا غبار اسے دھندلا کر سکے بلکہ جنگوں نے ہاں خون کے میدانوں انسانی جان سے ہولی کھیلنے والے معرکوں نے حضور کے رحم اور آپ کے کرم آپ کی سخاوت۔ آپ کی شجاعت آپ کے استقلال۔ آپ کے توکل آپ کے صبر۔ آپ کے شکر۔ آپ کے زہد۔ آپ کے تدبر اور حسن انتظام غرض آپ کے ہر کمال اور آپ کے ہر جوہر کو یوں چمکایا ہے کہ اس کے سامنے چاند بھی ماند ہے۔ اور سورج بھی مدھم ہے کونسی جنگ ہے جو حضور کے کمالات کی حامل نہیں؟ کونسا معرکہ ہے جو حضور کے اصلی مقام کو ہمارے سامنے لاکھڑا نہیں کرتا؟ کونسا میدان جنگ ہے جس نے حضور کے اخلاق فاضلہ پر سے پردہ نہیں اٹھایا؟

اسلام کے لئے یوم فرقان

میں کہتا ہوں کہ سب سے پہلی جنگ جنگ بدر ہے۔ کیا یہ اسلام کے لئے یوم فرقان نہیں؟ کیا کھوٹے اور کھرے کے لئے معیار نہیں؟ کیا اس نے دنیا پر ظاہر نہیں کر دیا۔ کہ حضور کا مقام کیا تھا؟ سنو اس جنگ کے شروع میں جب کفار قریش کے تین بہادروں نے حضور کو آواز دے کر کہا ہمارے مقابلہ کے لئے قریش ہی کے تین شخص بھیجے جائیں حضور نے باوجود اس کے کہ ۳۱۲ مسلمانوں میں سے ہر مسلمان مقابلہ میں جانے کے لئے تڑپ رہا تھا۔ سب اپنے قریبی رشتہ دار۔ ہاں اپنا خون اور اپنا گوشت پوست یعنی حمزہ اپنے چچا علی اپنے چچا کے بیٹے اور داماد اور ابوعبیدہ اپنے دوسرے چچا کے بیٹے کو مکہ کے وحشیوں کے سامنے جان دینے اور لینے کے لئے جنگ کی آگ میں جھونک دیا۔ کیا اس سے یہ امر واضح نہیں ہو جاتا۔ کہ حضور اللہ تعالےٰ کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار تھے اور اس جرنیل کی طرح نہ تھے۔ جو خطرہ کی جگہ نوکروں کو تو بھیجتا ہے۔ مگر اپنے بیٹوں کو خطرہ سے پیچھے رکھتا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خدا تعالےٰ پر ایمان

پھر جب جنگ بدر انفرادی صورت چھوڑ کر جنگ مغلوبہ کی صورت اختیار کر گئی۔ تو حضورؐ دونوں فریقوں کو مشغول چھوڑ کر سیدھے اس جھونپڑی میں پہنچے۔ جو بیت الدعا کے طور پر تیار کی گئی تھی۔ اور اس الحاح اور زاری سے دعا شروع کی کہ ابوبکر برداشت نہ کر سکے یہاں تک کہ حضور نے پکار کر کہا کہ اے میرے خدا اگر تیرا یہ منشا ہے۔ کہ یہ مٹھی بھر مسلمان اس میدان میں مارے جائیں۔ تو بے شک یہ منشا پورا ہو۔ مگر یاد رکھ کہ پھر تیرا پوجنے والا اور تیرا نام لیوا اس دنیا میں کوئی نہ رہے گا۔ حضور یہ فقرہ اتنے الحاح اور ایسی زاری اور ایسے انکسار اور ایسے تضرع سے کہتے تھے کہ حضور کے کندھے سے بار بار چادر زمین پر گر جاتی تھی۔ جسے ابوبکر اٹھا کر کہتے تھے کہ حضور بس کریں۔ حضور اس سے بڑھ کر کیا الحاح ہوگا۔ اور اس سے زیادہ کیا زاری ہوگی؟ اور یہ کہہ کر ابوبکرؓ حضور کو ایک طرح سے کھینچ کر بیت الدعا سے باہر لائے۔ کیا یہ واقعہ حضور کا یہ وصف ظاہر نہیں کرتا۔ کہ حضور کے نزدیک جرنیل ہو کر عین اس وقت جبکہ دونوں فوجیں آپس میں گتھم گتھا اور گڈمڈ ہو جائیں اپنی فوج کو اپنی مدد سے محروم کرکے اس کی نگرانی ترک کرکے دعا کی کوٹھڑی میں گھس کر اپنے مالک کے حضور تضرع اور زاری میں لگ جانا اس کی یقیناً فتح کا موجب اور نصرت کا باعث ہے۔ کیا اس واقعہ سے حضور کا خدا پر ایمان۔ اس کی نصرت پر بھروسہ اور اس کی قدرت پر یقین ظاہر نہیں ہوتا؟

پھر حضور بیت الدعا سے باہر آ کر کنکروں کی ایک مٹھی اٹھا کر کافروں کے لشکر پر مار کر کہتے ہیں۔

سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ
بَلِ السَّاعَۃُ مَوْعِدُھُمْ
وَالسَّاعَۃُ اَدْھٰی وَاَمَرُّ

یعنی میرا خدا فرماتا ہے کہ اس فوج کے قدم اکھڑ جائیں گے۔ اور ابھی تھوڑی دیر میں یہ پیٹھ دکھا کر بھاگ کھڑی ہوگی۔ مگر یہیں پر خاتمہ نہ ہو جائے گا بلکہ دنیا کی طرح آخرت میں بھی ہم ان پر غالب آئیں گے۔ اللہ اکبر ثم اللہ اکبر۔ کیا یہ واقعہ حضور کے یقین۔ ایمان۔ اعتقاد اور بھروسہ کا آئینہ دار نہیں؟

شفقت۔ رحم اور دشمنوں سے حسن سلوک

پھر جب فتح کے بعد ستر جنگی قیدی پکڑے گئے۔ اور مقام بدر سے مدینہ کی طرف جو کہ تین منزل پر تھا روانگی شروع ہوئی۔ تو حضور علیہ السلام نے کہا ان قیدیوں کو نہایت آرام سے لے جانا یہ تمہارے مہمان ہیں ان کا نہایت خیال رکھنا۔ چنانچہ جب یہ قیدی اپنے اپنے وقت میں آزاد ہو کر مکہ واپس جاتے ہیں۔ تو اپنے ہم وطنوں سے کہتے ہیں کہ مسلمان کیسے اچھے دشمن ہیں۔ کہ آپ پیدل چلتے تھے ہمیں سوار کرتے تھے۔ آپ بھوکے رہتے تھے۔ مگر ہمیں کھانا کھلاتے تھے۔ آپ پیاسے رہتے تھے لیکن ہمیں پانی پلاتے تھے۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ ان کے نبی نے انہیں ہمارے متعلق حسن سلوک کی تاکید کی تھی۔ سبحان اللہ کیا یہ واقعہ حضور کی شفقت رحم اور دشمنوں سے حسن سلوک پر سورج سے زیادہ روشن ہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عدل و مساوات

پھر جب ان قیدیوں کو مسجد کے ستونوں سے باندھا گیا۔ تاکہ بھاگ نہ جائیں۔ اور صحابہؓ نے حضور کے چچا عباس کی مشکیں محض حضور کی خاطر ڈھیلی کر دیں۔ اور حضور کو پتہ لگا۔ تو فوراً باہر نکل کر باقی تمام قیدیوں کی مشکیں بھی ڈھیلی کروا دیں کیا یہ واقعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عدل اور مساوات کا حامل نہیں؟

پھر جب ان جنگی قیدیوں سے فدیہ طلب کیا گیا۔ تو صحابہؓ نے حضور علیہ السلام کے لحاظ سے چاہا کہ حضرت عباس آپ کے چچا سے فدیہ نہ لیا جائے۔ تو حضور نے فوراً فرمایا۔

لَا تَذَرُوْنَ مِنْہُ دِرْھَمًا وَلَا دِیْنَارًا

یعنے نہیں نہیں میرے اس چچا سے ایک دینار یا ایک درہم بھی کم نہ کرنا۔ چنانچہ حضرت عباسؓ امیر تھے اور اپنے بھتیجے عقیل کی طرف سے پورے آٹھ ہزار درہم دے کر آزاد ہو سکے۔ کیا یہ واقعہ حضور علیہ السلام کے بلا رو رعایت فیصلہ کرنے کی دلیل نہیں؟

خدا تعالیٰ کی راہ میں بے نظیر قربانی

جنگ احد میں آپؐ کے چچا حمزہ دھوکہ سے قتل کئے گئے۔ ظالموں نے مظلوم شہید کے ناک۔ کان کاٹ لئے۔ ایک دشمن عورت نے کلیجہ نکال کر چبا لیا۔ جنگ کے خاتمہ پر جب میدانِ جنگ میں حضورؐ نے اپنے چچا کی نعش ایسی حالت میں دیکھی۔ تو فرمایا۔ میرا دل چاہتا ہے۔ کہ میں اپنے اس چچا کو دفن نہ کروں۔ بلکہ اسی جنگل میں رہنے دوں۔ تا کہ جنگل کے درندے اسے کھا جائیں۔ مگر میری پھوپھی یعنی اس کی بہن صفیہ عورت ہے۔ وہ اس بات کو برداشت نہ کر سکے گی۔ یہ کیوں؟ صرف اس لئے کہ حضورؐ اپنے خدا کو بتانا چاہتے تھے۔ کہ تیری خاطر جان۔ مال۔ اور عزت غرض سب کچھ ہم برباد کرنے کے لئے تیار ہیں۔

عفو کا بلند ترین مقام

جنگ اُحد میں حضورؐ زخمی ہوئے۔ اور جوں جوں پانی ڈالا جاتا۔ خون زیادہ ہی زیادہ ہوتا جاتا۔ حضورؐ زخم دھوتے جاتے۔ اور فرماتے جاتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْن

یعنی اے اللہ میری قوم کو معاف کر دے۔ کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ سبحان اللہ یہ ہے عفو میرے آقا کا۔ یہ ہے اسکی شفقت اور یہ ہے اس رحیم کا رحم۔

بہادری کی انتہا اور شجاعت کی حد

جنگ حنین میں صحابہؓ کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اور حضورؐ قریباً اکیلے رہ گئے۔ بجائے پیچھے ہٹنے یا دوستوں کے جمع ہونے کے انتظار میں وہیں کھڑا رہنے کے اپنی خچر کو دشمنوں کی صفوں کے اندر لے گئے۔ اور بلند آواز سے پکار کر کہنے لگے

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ

اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِب

یعنی اگر میرے ساتھیوں کے قدم اکھڑ گئے ہیں۔ تو کیا ہوا۔ مقابلہ تو تمہارا مجھ سے ہے۔ اور دیکھو میں پیچھے نہیں ہٹا۔ بلکہ میں تمہارے سامنے آگے ہی آگے بڑھ رہا ہوں۔ آؤ اور مجھ سے مقابلہ کر لو۔ کیا یہ بہادری کی انتہا اور شجاعت کی حد اور دلیری کی سرحد نہیں؟

سخاوت اور جود و کرم

اسی جنگ کے بعد حضورؐ نے مالِ غنیمت اس طرح تقسیم کیا۔ کہ مکہ کا ایک تجربہ کار سردار کہنے لگا کہ محمد اس طرح خرچ کرتا ہے۔ کہ گویا اس کا خزانہ کبھی ختم ہونے والا نہیں۔ کیا یہ سخاوت و کرم اور جود کی انتہائی صورت نہیں؟ ایک جنگ میں حضورؐ ایک درخت کے نیچے دوپہر کے وقت اکیلے سو رہے تھے۔ کہ ایک کافر کو موقع مل گیا۔ اور اس نے حضورؐ ہی کی لٹکائی ہوئی تلوار سونت کر اور حضورؐ کو جگا کر کہا کہ بتا اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے۔ حضورؐ نے نہایت جلال سے فرمایا۔

اللّٰہ

یہ سننا تھا۔ کہ اس کافر کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ میرا آقا نہایت دلیر۔ نہایت شجاع نہایت بہادر اور اپنی جان کو اپنے بدن میں نہیں۔ بلکہ خدا کے ہاتھ میں سمجھتا تھا۔

غرض کیا شجاعت کیا سخاوت۔ کیا توکل اور کیا ایمان۔ کیا صبر اور کیا شکر۔ غرض تمام کمالات جن کا حضورؐ مجموعہ تھے۔ وہ ہر وقت حضورؐ سے صادر ہوتے تھے۔ مگر جنگوں لڑائیوں اور محاربات کے میدانوں نے ان کو ایسا نمایاں کر دیا ہے۔ کہ متعصب سے متعصب دشمن بھی ان کا انکار نہیں کر سکتا۔

اے میرے خدا تو اپنے اس اکمل ترین بندے کے کمالات سے مجھ عاجز کو جو کہ انقص ترین انسان ہے۔ کچھ نہ کچھ بہرہ ور ضرور فرما۔ گو یہ تیرا ناقص بندہ اس کامل بندے کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے سے شرماتا ہے۔ کیونکہ ؎

نسبتم بسگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بسگِ کوئے تو شد بے ادبی

یعنی حضورؐ کی گلی کا کتا بھی گو ہمارے لئے باعث فخر ہو۔ مگر حضورؐ کی شان اس سے بالا ہے۔ کہ ہم حضورؐ کی گلی کا کتا کہلائیں۔ لیکن پھر بھی مجبور ہو کر اسی کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتا ہوں۔ کیونکہ

گرچہ خوردیم نسبتیست بزرگ
ذرۂ آفتاب تابانیم

(ماخوذ)

درخواست ہائے دعا

(۱) اس عاجز کے دو نواسے سخت بیمار ہیں۔ ہر دو کی صحت کاملہ کے لئے احباب دعا فرمائیں۔ سردار فیض اللہ احمدی از مقام و ڈاکخانہ رنتیرہ ضلع ڈیرہ غازیخان۔ (۲) خاکسار کئی روز سے بیمار ہے۔ بزرگانِ سلسلہ دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ جلد شفا دے۔ خاکسار محمد دین چک ۲۶ گ۔ب سنتو کھ گڑھ ضلع لائل پور۔ (۳) میری ہمشیرہ ایک لمبے عرصہ سے بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار ہیں۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ شیخ رشید احمد انور متعلم تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ۔ (۴) میرے پسر محمود احمد اور میں نے امتحان عربی آنرز میں ۵ر جولائی ۱۹۵۴ء کو شامل ہونا ہے۔ احباب جماعت دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کامیاب کرے۔ حسین بخش احمدی از ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور۔ (۵) میرے بڑے بھائی عبد السبحان صاحب بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار ہیں۔ بزرگانِ سلسلہ دعا فرماویں اللہ تعالیٰ اعو ہو جلد ان کو صحت کاملہ و عاجلہ بخشے۔ آمین۔" سردار عبد القادر کلرک مہمان خانہ ربوہ۔ (۶) میری آپا امۃ الصغیر صاحبہ کافی عرصہ سے بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار ہیں۔ احباب کامل صحت یابی کے لئے دعا فرماویں۔ (خاکسار امۃ اللہ صالحہ کنری سندھ)

محمدؐ مصطفےٰ ہے مجتبیٰ ہے

319

(از حضرت میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ)

محمدؐ مصطفےٰ ہے مجتبیٰ ہے — محمدؐ مہ لقا ہے دلربا ہے
محمدؐ جامع حُسن و شمائل — محمدؐ محسنِ ارض و سما ہے
کمالاتِ نبوت کا خزانہ — اگر پوچھو تو ختم الانبیاء ہے
شریعت اسکی کامل اور مدلل — غذا ہے اور دوا ہے اور شفا ہے
مبارک ہے یہ آنحضرتؐ کی اُمت — کہ عالم اس کا مثلِ انبیاءؑ ہے
وہ سنگِ گوشۂ قصرِ رسالت — یہی تورات نے اس کو لکھا ہے
گرا جس پر ہوا وہ چُورا چُورا — گرا جو اس پہ خود ٹکڑے ہوا ہے
کہا ہے یہ مسیحِ ناصری نے — نزول اس کا نزولِ کبریا ہے

مرے تو ظلّ سے ہی اُڑ گئے ہوش — تو پھر اصلی خدا جانے کہ کیا ہے!
کروں کیا وصف اس شمس الضحیٰ کا — کہ جس کا چاند یہ بدر الدجیٰ ہے

محمدؐ نیّرِ راہِ ہدیٰ ہے — محمدؐ شافعِ روزِ جزا ہے
محمدؐ فخرِ شانِ آدمیت — محمدؐ مظہرِ ذاتِ خدا ہے
محمدؐ باعثِ تکوینِ عالم — جسے لولاک خالق نے کہا ہے

محمدؐ پیکرِ عصمت سراسر — کہ ہر بات اسکی وحیِ بے خطا ہے
محمدؐ قابَ قوسینِ محبت — شفیعِ وصلِ انسان و خدا ہے
محمدؐ رحمۃ للعالمین ہے — عدو تک جس کے احساں سے دبا ہے
محمدؐ حاملِ توحیدِ باری — جو عالم کے لئے رازِ بقا ہے
محمدؐ صاحبِ اخلاقِ کامل — جمالی اور جلالی ایک جا ہے
ہر اِک حالت سے گذرا جبکہ وہ خود — تو ہر اک خُلق بھی دکھلا دیا ہے
محمدؐ رازدانِ علمِ یزداں — کہ باطل جس سے سحرِ فلسفہ ہے
محمدؐ قاسمِ انعامِ کوثر — ہر اک نعمت جہاں بے انتہا ہے

ثنا کیا ہو سکے اس پیشوا کی — کہ پیرو جس کا محبوبِ خدا ہے
ہدیٰ اور دینِ حق کا سے کے ہتھیار — ہر اِک ملت پہ وہ غالب ہوا ہے
علمبردارِ آئینِ مساوات — بڑا احسان دنیا پر کیا ہے
اٹھایا خاک سے روندے ہوؤں کو — ہر اک جانب سے شورِ مرحبا ہے
ہوا قرآن اس کے دل پہ نازل — وہ دل کیا ہے کہ عرشِ کبریا ہے
وہی زندہ نبی ہے تا قیامت — کہ لنگر فیض کا جاری سدا ہے
امامِ سالکانِ برق رفتار — کہ سدرہ ایک شب کی منتہیٰ ہے
درندے بن گئے انسانِ کامل — اثر صحبت کا خود اک معجزہ ہے
یتیمی سے شہنشاہی پہ پہنچا — مگر پھر بھی وہی عجز و دعا ہے

غرض سچ مچ محمدؐ ہے محمدؐ
جبھی تو چار سو صلِّ علیٰ ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

مسٹر انور علی نے احرار کو خلاف قانون قرار دینے کا جو مشورہ دیا تھا۔ وہ صورت حال کا صحیح اندازہ تھا

یہ کہنا کہ جلسوں کو اس وقت تک نہ روکا جائے جب تک کہ زہر نہ پھیل جائے۔ ایک امتناعی حکم کو مذاق میں بدل دینے کے مترادف ہے

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ

(گذشتہ سے پیوستہ)

تحقیقات کے دوران میں جب بھی ہمارے سامنے کوئی نوٹ یا بیان ——— یا اس کے متعلق کوئی دلیل پیش ہوئی۔ ہمارا یہ خیال تھا کہ مرکز کو اپنے دل کی بات کہنی چاہیئے تھی۔ جو کچھ ہو رہا تھا۔ اس کا مرکز کو علم تھا۔ اور اس نے کہا تھا۔ کہ انہیں جائز حد تک مذہبی پروپیگنڈا کرنے کی اجازت دی جائے لیکن جب یہ تشدد دانہ رویہ اختیار کریں۔ انہیں نیچا دکھایا جائے۔ جو کچھ آپ نے مئی اور جون میں جلسوں پر پابندیوں کے نفاذ اور گرفتاریوں سے کیا ہے ہم اس سے بالکل متفق ہیں۔"

تاہم جب فائیل مسٹر دولتانہ کو نتھیا گلی میں پہنچی تو انہوں نے ۸ر جولائی کو ایک طویل نوٹ لکھا جس کا ملخص درج ذیل ہے۔

"میں مرکز سے کوئی واضح پالیسی تشکیل کرنے کی غرض سے پہلے ہی اقدامات کر رہا ہوں۔ اور غالباً اس ماہ کے آخر میں کراچی میں ایک کانفرنس ہو گی وزارت داخلہ کے مراسلہ ۲ر جولائی ۱۹۵۲ء، پی۔ یو۔ سی کے پیش نظر مرکز کو کوئی رسمی خط لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اور اس واضح حقیقت کے پیش نظر بھی یہ غیر ضروری ہے کیونکہ ہمیں امن قانون برقرار رکھنے کے لئے جو کہ ہمارا فرض ہے۔ مرکز کی کسی رہنمائی کی ضرورت نہیں ہمیں ان لوگوں کے خلاف سخت اقدام کرنا چاہیئے جو تشدد پر آمادہ ہوں۔ اور ہمیں اپنی غیر جانبداری کی تشہیر کرنی چاہیئے ہمیں جلسوں پر موجودہ پابندیاں جاری رکھنی چاہئیں۔ لیکن عوام کی زود حسی کی وجہ سے مسجدوں میں مداخلت نہیں کرنی چاہیئے یہ پالیسی جہاں تک مسجدوں کا تعلق ہے غیر معقول ہے۔ لیکن یہ رویہ قطعی طور پر بڑا آئینی ہے مسجدوں میں مداخلت عوام کو مشتعل کر دے گی۔ اس کے علاوہ مسجدوں میں جلسوں کی تحریکی قدر و اہمیت بہت ہی کم ہے۔"

علیحدہ تشریح

مسٹر دولتانہ نے اپنے تحریری بیان میں ان کوششوں کے متعلق ایک علیحدہ تشریح دی ہے۔ جو ان کی حکومت نے مرکز سے کوئی فیصلہ حاصل کرنے کے لئے کیں۔ جس پہلی کوشش کا انہوں نے تذکرہ کیا ہے وہ نتھیا گلی کی ہے۔ جب کہ وہ خواجہ شہاب الدین ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی اور سردار عبد الرب نشتر اور دوسروں سے ملے تھے۔ ان حضرات میں سے دو نے انہیں یقین دلایا تھا۔ کہ وہ ان (مسٹر دولتانہ) کا نقطۂ نظر وزیر اعظم کے سامنے رکھ دیں گے۔

اس معاملے کی فائیل میں اس بات کا کوئی ذکر نہیں۔ جو ۲۴ر مئی ۱۹۵۲ء کے فیصلہ پر منتج ہوئی۔ اور نہ کوئی ایسی فائیل ہے۔ جس سے یہ ظاہر ہو۔ کہ کانفرنس میں اس بات کا کوئی حوالہ دیا گیا ہو۔ کہ یہ مسئلہ مرکز کے غور کرنے کا ہے۔ اور نہ مسٹر غیاث الدین احمد یا مسٹر انور علی سے ان کے طویل بیانات کے دوران میں کوئی ایسا سوال کیا گیا تھا۔ کہ کیا کوئی ایسا مسئلہ زیر غور آیا۔

ان حالات میں یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ کہ احرار کو خلاف قانون نہ قرار دینے کے لئے یہ جواز حقیقت سے معرا ہے۔

اس کے بعد مسٹر دولتانہ نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ دونوں پولیس افسر جو کانفرنس میں موجود تھے۔ اپنے زاویۂ نظر سے قطع نظر کانفرنس کے فیصلہ پر ان (مسٹر دولتانہ) سے متفق تھے۔ تمام صورت حال پر غور کیا گیا تھا۔ اور ہر کسی کی قطعی رائے یہ تھی۔ کہ کسی سیاسی جماعت کو خلاف قانون قرار دینا انتہائی شدید اقدام ہوگا۔ اور یہ کہ احرار ایک کل پاکستان جماعت ہے۔ اس لئے ایسی کارروائی کل پاکستان کی بنیادوں پر کی جا سکتی ہے۔ اس صورت میں یہ کارروائی عوام کے سامنے حق بجانب ہوگی۔ جو ایک جمہوری طرز حکومت قبول کر چکے ہیں۔

اور حکومت پنجاب کے وکیل نے چونکہ یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ مسٹر دولتانہ نے عام طور پر اپنے افسروں کے مشورے پر سرد مہری کا اظہار کیا ہے۔ اس لئے یہ مسٹر دولتانہ کے وکیل کا کام تھا کہ وہ متعلقہ افسروں سے ہر ایسے بڑے موقع کے متعلق واضح طور پر سوال کرتے۔ جب پالیسی متعین کرنے کا سوال پیدا ہوا تھا۔ لیکن مسٹر انور علی سے یہ نہیں دریافت کیا گیا۔ کہ وہ ایسی تجویز کی کاٹ چھانٹ پر کیوں تیار ہو گئے جو ۱۹۵۰ء سے ان کے ذہن پر مسلط تھی۔ یہ بات درست ہے۔ کہ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا تھا۔ کہ "میرے ۲۰ مئی ۱۹۵۲ء کے نوٹ کی بنیاد پر حکومت نے سخت کارروائی کی۔ اور پابندی عائد کر دی"۔ لیکن ایک دوسری جگہ انہوں نے یہ کہا کہ "احرار کو اگر غیر قانونی جماعت قرار دے دیا جاتا جیسا کہ میں نے ۱۹۵۰ء میں تجویز کیا تھا۔ تو ۱۹۵۳ء میں کچھ نہ ہوتا"۔ اور "میں نے ۱۹۵۲ء میں اس کا مشورہ دوبارہ دیا۔ اور اس وقت بھی بہت زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی"۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ "میرے مشورے پر جو کارروائیاں وقتاً فوقتاً کی گئیں۔ ان کو دیکھ کر میں نے یہ محسوس کیا۔ کہ پہلے دور حکومت میں کارروائی زیادہ جلد اور زیادہ مؤثر طور پر کی جاتی"۔ اگر یہ فرض کر لیا جائے۔ کہ مسٹر انور علی کے دو متضاد بیانوں میں ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ۱۹۵۰ء سے ان کا اپنا رویہ اور مسٹر دولتانہ کا متضاد نظریہ ——— تو معمولی تشریح بھی ہمیں اس بات پر مائل کرتی ہے۔ کہ ہم سخت کارروائی سے صرف ایک تقابلی مفہوم لیں۔ کہنے کا یہ مطلب ہے کہ اس وقت تک جو کچھ ہوا تھا۔ اس کے مقابلے میں کارروائی سخت تھی یہ بھی ممکن ہے۔ کہ مسٹر انور علی اپنے ذہن میں جملے کے پہلے حصے پر (یعنی میرے نوٹ کی بنیاد پر) زیادہ زور دے رہے ہوں۔ کیونکہ ان پر پہلی ذمہ داری یہ تھی کہ وہ اپنی پوزیشن صاف کریں۔ اور یہ ثابت کریں۔ کہ خود انہوں نے کہاں تک اس بات کی کوشش کی تھی۔ کہ حکومت صورت حال کی سنگینی محسوس کرے

غیر جمہوری نہیں

ثانیاً ہمیں اس تشریح سے کہ احرار ایک کل پاکستان جماعت تھی۔ اور اس حقیقت میں کہ بحیثیت جماعت ان کے خلاف کارروائی ایسی ہونی چاہیئے جسے عوام جائز سمجھیں جو کہ ایک جمہوری طرز حکومت کو قبول کر چکے تھے ——— کوئی منطقی یا اتفاقی تعلق نظر نہیں آتا اگر وہ ایک صوبائی جماعت ہوتی۔ تو کیا اسے خلاف قانون قرار دینا غیر جمہوری نہ ہوتا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ان کے جلسوں پر پابندیاں عائد کر دی گئی تھیں اس سلسلہ میں واحد مناسب دلیل یہی ہو سکتی تھی۔ کہ احرار نے جو کچھ کیا تھا۔ وہ اتنا اہم نہیں تھا۔ کہ اسے خلاف قانون قرار دے دیا جاتا۔ لیکن اس صورت میں مسٹر دولتانہ کو یہ کہنا پڑتا۔ کہ ڈی۔ آئی۔ جی اور انسپکٹر جنرل ملہمانہ قنوطیت یا قنوطی پیشگوئیوں کے عادی ہیں۔

ہمارا پُر خلوص خیال ہے۔ کہ مسٹر انور علی نے احرار کو خلاف قانون قرار دینے کے متعلق جو کچھ کہا تھا وہ صورت حال کا صحیح اندازہ تھا۔ اگر یہ مئی ۱۹۵۲ء میں ہو جاتا۔ تو وہ اس پوزیشن میں کبھی نہ ہوتے۔ کہ علماء سے ایک مذہبی اپیل کرتے۔ جس کا نتیجہ مئی ۱۹۵۲ء میں آل مسلم پارٹیز کنونشن کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اور اگر علماء اس تحریک میں شامل نہ ہوتے۔ تو احرار احمدی تنازع دوسرے کسی فرقہ وارانہ تنازع سے کبھی مختلف نہ ہوتا۔ جس سے ہم خوب آشنا ہیں۔

۵ر جولائی ۱۹۵۲ء کا فیصلہ

۲۸ر جون ۱۹۵۲ء کو یا اس کے لگ بھگ بنیادی اصولوں کی کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کے لئے مسٹر دولتانہ نتھیا گلی گئے۔ زمیندار نے اپنے یکم جولائی کے شمارے میں لکھا۔ کہ روانہ ہونے سے پہلے انہوں نے اپنے افسروں سے دو گھنٹے تک باتیں کیں۔ حکومت پنجاب کے وکیل چودھری فضل الٰہی نے اپنی بحث کے دوران میں کہا ہے۔ کہ مسٹر دولتانہ نے اپنے افسروں کو تمام ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کی کانفرنس میں جو ۸ر جولائی کو منعقد ہونے والی تھی کئے جانے والے فیصلوں کے بارے میں ہدایت کی تھی۔ مسٹر دولتانہ کو یاد نہیں کہ انہوں نے "دو گھنٹے تک واضح طور پر تبادلہ خیالات کیا تھا یا نہیں لیکن انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اپنے افسروں سے کافی باقاعدگی سے ملاقات کرتے رہتے تھے۔ نہ انہیں یہ یاد ہے کہ انہوں نے مجوزہ کانفرنس کے موضوعات پر گفتگو کی تھی یا نہیں کانفرنس کی چیف سیکرٹری نے صدارت کی تھی۔ اور اس میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کے علاوہ ڈی۔ آئی۔ جی (سی۔ آئی۔ ڈی) ہوم سیکرٹری اور ڈائرکٹر تعلقات عامہ شریک ہوئے تھے۔ اس میں ذیل کے فیصلے

کئے گئے۔ (۱) دفعہ ۱۴۴ کے تحت احکام میں جلسہ گاہ کا نام نہ دیا جائے (۲) کوئی احراری یا احمدی کسی ایسے جلسہ عام میں تقریر کرے جو اس کی پارٹی کے زیر اہتمام نہ ہوا ہو۔ اور اگر وہ کوئی ایسی تقریر کرے۔ جس پر کارروائی کی جا سکتی ہو۔ تو حکومت کو رپورٹ بھیجی جائے۔ لیکن جو جلسے مسجد کے باہر ہوں۔ انہیں کبھی منتشر نہ کیا جائے۔ لیکن بعد میں ممتاز احمدیوں یا احرار رہنماؤں کے خلاف جیسی جیسی بھی صورت ہو امتناعی احکام کی خلاف ورزی کرنے کے سلسلے میں مقدمہ درج کیا جائے۔

(۳) آل مسلم پارٹیز کنونشن میں جو ۱۳ جولائی ۱۹۵۲ء کو منعقد ہونے والا ہے کوئی مداخلت نہ کی جائے (حالانکہ وہ جلسوں کی ممانعت کے حکم کے باوجود منعقد ہو گا)

انتظامیہ کمزور ہو گئی

ہم نے دیکھا ہے کہ کس طرح ۵ رجون کی ہدایات کو ۲۸ رجون کے خط سے نرم کر دیا گیا۔ یعنی کسی امتناعی حکم کی خلاف ورزی کی جائے تو صرف احرار کے خلاف کارروائی کی جائے اور ان میں سے بھی صرف ممتاز لوگوں کے خلاف۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ احرار کو دوسرے لوگوں سے الگ تھلگ کر دیا جائے۔ اتفاق سے اس اقدام کی وجہ سے ممتاز احرار بھی چھوٹے چھوٹے احرار سے الگ تھلگ ہو جائیں گے اور بڑے احرار یہ محسوس کرنے لگیں گے۔ کہ شہادت کا تاج صرف ان کے لئے ہے۔ اس سے پہلے ۱۹ رجون کا فیصلہ جو مسجدوں کے متعلق تھا ناقابل فہم ہے۔ مسجد کے کسی جلسے کو منتشر کرنا یا وہاں گرفتاریاں کرنا احمقانہ ہو گا۔ لیکن یہ کہنا کہ مسجد کے باہر بھی منعقد ہونے والے جلسوں میں اس وقت تک خلل نہ ڈالا جائے۔ جب تک زہر نہ پھیل جائے۔ ایک امتناعی حکم کو مذاق میں بدل دینے کے مترادف ہے۔ امتناعی حکم کا مطلب یہ ہے کہ اس میں جس چیز کی ممانعت کی گئی ہے۔ وہ واقع نہ ہونے پائے۔ کسی جگہ کسی وقت پر کسی جلسے کا اعلان کیا جائے اور جلسے کی اگر ممانعت کی گئی ہو۔ تو اسے روکنے کی سب سے زیادہ سیدھی سادھی صورت یہ ہے۔ کہ جلسہ شروع ہونے سے چند گھنٹے پہلے مقررہ جگہ پر پولیس کے نصف درجن آدمی متعین کر دیئے جائیں۔ تاکہ وہ لوگوں کو جمع ہونے سے روک دیں۔ اور یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ جس کا مشورہ ہم پہلی بار دے رہے ہیں۔ لیکن حکومت کہتی ہے "انہیں تماشا کرنے دو۔ اور اگر پانچ افراد تقریریں کریں۔ اور ان میں سے صرف ایک احرار ہو اور اگر وہ کوئی ممتاز آدمی نہ ہو تو ان پر مقدمہ نہیں چلانا چاہیئے۔"

حضرت مصلح موعود کا سخت تاکیدی فرمان

ہر احمدی جو اپنی زبان سے دوسروں کو تبلیغ کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اگر وہ اپنے اوقات میں سے تبلیغ کے لئے وقت نہیں دیتا۔ وہ یقیناً ایک فریضہ کو ادا کرنے کی وجہ سے ایسا ہی گنہگار ہے۔ جیسے نماز کا تارک گنہگار ہے جو احباب زبان سے تبلیغ نہیں کر سکتے۔ وہ ہمارے لٹریچر کے ذریعہ تبلیغ کر سکتے ہیں۔ جو کارڈ آنے پر مفت روانہ کیا جاتا ہے۔

جید اللہ الہ دین سکندر آباد دکن

جنوب مشرقی ایشیا کے دفاع پر امریکہ اور برطانیہ میں اختلافات بدستور موجود ہیں

واشنگٹن ۲۸ جون:- برطانوی وزیراعظم مسٹر چرچل اور صدر آئزن ہاور اور وزیر خارجہ مسٹر ڈلس کے درمیان بات چیت کل بھی جاری رہی۔ معلوم ہوا ہے۔ امریکہ اور برطانیہ میں جنوب مشرقی ایشیا کے مسئلہ پر اختلافات بدستور موجود ہیں ——— توقع ہے کہ امریکی اور برطانوی رہنماؤں کی بات چیت کے بارے میں عنقریب ایک سرکاری اعلان جاری کر دیا جائے گا۔ امریکہ نے یہ رویہ اختیار کر لیا ہے۔ کہ کمیونسٹوں کے وعدوں پر کسی حالت میں اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن برطانوی وزیر خارجہ مسٹر ایڈن کا نظریہ یہ ہے۔ کہ اس کی آزمائش کر لی جائے۔ کل وائٹ ہاؤس میں جو طویل بات چیت ہوئی۔ اس میں ان اختلافات میں کوئی تبدیلی پیدا نہ ہو سکی۔ اور نہ مزید گفت و شنید میں ان میں کوئی تبدیلی کا امکان نظر آتا ہے۔ کیونکہ امریکی کانگرس اور برطانوی پارلیمنٹ اپنے اپنے لیڈروں کی مکمل طور پر حمایت کر رہی ہیں۔

ایوان نمائندگان کی امور خارجہ کی کمیٹی کے تیس ارکان میں سے بارہ نے صدر آئزن ہاور کو متنبہ کیا ہے۔ کہ ایشیا کے لئے عدم جارحیت کے پیکٹ کی برطانوی تجویز کو مسترد کر دیا جائے۔ کیونکہ اس کا مقصد ایشیا میں کمیونسٹوں کی فتوحات کو تسلیم کرنا ہے۔ انتباہ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ برطانوی تجویز سے امریکہ کی خیر سگالی و امداد کی پالیسی بالکل تباہ ہو کر رہ جائیگی۔ اور کمیونسٹوں کو ایشیا میں مزید فتوحات کی گارنٹی مل جائے گی۔ امریکی عوام اس صورت حال کو کسی صورت میں تسلیم نہیں کر سکتے۔

یورپی دفاع کے بارے میں امریکہ کو فرانس کی یقین دہانی

وزیراعظم فرانس کا خاص ایلچی مغربی جرمنی کے چانسلر ڈاکٹر ایڈینوئر سے ملاقات کریگا

پیرس ۲۸ جون:- فرانس کے صدر ایم کوٹی نے صدر آئزن ہاور کو یقین دلایا ہے۔ کہ فرانس یورپی دفاع کے مسئلہ کو فوری اور موثر طریق پر حل کرنے کے سلسلے میں ہاتھ بٹانے کے لئے پوری طرح تیار ہے۔ ایم کوٹی صدر آئزن ہاور کے جس خط کا جواب دے رہے تھے۔ جس میں یورپی فوج کے معاہدہ کی توثیق پر زور دیا گیا تھا۔ انہوں نے اپنے پیغام میں بڑے بڑے عالمی مسائل کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر مشرق بعید میں دوبارہ امن قائم کرنے کے سوال پر غور و خوض کیا جائے۔ تو فرانس ایسے مذاکرات میں بخوشی شریک ہوگا۔ فرانسیسی دفتر خارجہ کے ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ فرانس کے وزیراعظم مسٹر مینڈیس فرانس نے مغربی جرمنی کے چانسلر ڈاکٹر ایڈینوئر سے ملاقات کرنے کے لئے ایک خاص ایلچی بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ خیال یہ ہے۔ کہ ایلچی ڈاکٹر ایڈینوئر سے عام یورپی مسائل کے علاوہ یورپ کی دفاعی برادری کے بارے میں خاص طور پر بات چیت کرے گا۔

ایٹمی قوت کا تعمیری استعمال

امریکہ میں فوری مہم چلانے کا مطالبہ

واشنگٹن ۲۸ جون:- ایٹمی طاقت کی مشترکہ کمیٹی کے صدر مسٹر ڈبلیو سٹرلنگ کول نے ایٹم کے پرامن استعمال کے سلسلے میں ایک ایٹمی مہم چلانے پر زور دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے۔ کہ اگر روس ایٹمی قوت کے شہری استعمال کی جدوجہد میں شریک ہونے سے انکار کرے۔ تو پھر امریکہ اور اس کے ساتھی ملکوں کا فرض ہے۔ کہ وہ خود ہی اس اہم کام کو شروع کر دیں۔ انہوں نے کہا کہ ماسکو کی معاونت کے بغیر بھی ایٹمی قوت کی ایک ایسی بین الاقوامی ایجنسی قائم کی جا سکتی ہے۔ جو نہایت کامیابی کے ساتھ اپنے فرائض سر انجام دے سکے۔ مسٹر کول کی یہ تقریر نیویارک میں انجینئرنگ کی بین الاقوامی کانفرنس میں پڑھ کر سنائی گئی تھی۔ جس کا اہتمام کیمیکل انجینئرز کے امریکی ادارے کی طرف سے کیا گیا تھا۔ اس تقریر میں انہوں نے کہا۔ کہ بین الاقوامی تجربہ گاہوں میں صرف دو سال کی محنت کے بعد وہ ذرائع باآسانی معلوم کئے جا سکتے ہیں۔ جن کی مدد سے ایٹمی قوت کو تعمیری کاموں میں لگایا جا سکیگا۔

ایرانی تیل کا جھگڑا

خاص خاص باتوں پر اتفاق ہوگیا

تہران ۲۸ جون:- ایرانیوں نے اعلان کیا کہ مغربی ممالک کے آئل مشن اور ایرانی تیل کمیشن کے نمائندوں کے درمیان اینگلو ایرانی تیل کے تنازعہ کے متعلق خاص خاص باتوں پر اتفاق رائے ہو گیا ہے۔

کشمیر سے اردو کو مٹانے کی نئی کوشش

سری نگر ۲۸ جون:- مسٹر غلام محمد صادق وزیر تعلیم حکومت جموں و کشمیر نے بتایا ہے کہ حکومت کی پالیسی یہ ہے۔ کہ ذریعہ تعلیم کی حیثیت سے کشمیری۔ ڈوگری اور لودھی کو ترقی دی جائے گی آج کل ان زبانوں میں کسی قسم کا لٹریچر نہیں ہے اس لئے ۵ سال تک ابتدائی تعلیم اردو میں ہوگی جسے فارسی یا دیوناگری رسم الخط میں لکھا جائیگا جونہی ان تینوں زبانوں میں درسی کتابیں تیار ہو جائیں گی۔ ان زبانوں کو ذریعہ تعلیم قرار دیا جائیگا۔

جنوبی کوریا کے نئے وزیراعظم

سیئول ۲۸ جون:- جنوبی کوریا کے صدر ڈاکٹر سنگمین ری نے پائک ٹو چن کی جگہ پر وزیر خارجہ پیون یونگ تائی کو وزیراعظم مقرر کیا ہے۔ پائک ٹو چن ۱۸ جون کو وزارت عظمیٰ کے عہدے سے مستعفی ہو گئے تھے۔ یہ تقرر قومی اسمبلی کی منظوری کے ساتھ مشروط ہے۔ جب ڈاکٹر ری نے مسٹر پائک کا استعفا منظور کیا تو انہوں نے اس موقع پر کہا۔ میں دستور میں ترمیم کرانا چاہتا ہوں کیونکہ میری خواہش یہ ہے کہ وزارت عظمیٰ کا عہدہ اڑا دیا جائے۔ میں بہر صورت ایک قائمقام وزیراعظم مقرر کروں گا تاکہ وہ دستور میں ترمیم ہونے تک اس عہدے کی ذمہ داریاں ادا کر سکے۔

جلتے طیارہ میں ڈاکہ

۷ ½ لاکھ کیات کی چوری

رنگون ۲۸ جون:- حکومت برما کے ڈیکوٹا طیارہ کے پائیلٹ کو طیارہ کی پرواز کے دوران میں تین اشخاص نے پستول سے ڈرا کر بیسین کے قریب سمندر کے ساحل پر اترنے پر مجبور کر دیا۔ اور تقریباً ۷ ½ لاکھ کیات کر فرار ہو گئے۔ اس طیارہ میں جو مسافر بیٹھے تھے۔ ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا گیا یہ روپیہ ایک سرکاری خزانہ کو بھیجا جا رہا تھا یہ تین ڈاکو رنگون سے کیاب جانے کے لئے اس طیارہ میں سوار ہوئے تھے پرواز کے ۱۵ منٹ بعد وہ پائیلٹ کے بیٹھنے کی جگہ پر پہنچے اور انہوں نے پائیلٹ کو ڈرا کر اس طیارہ کا راستہ بدلنے پر مجبور کر دیا۔

طیارہ کے کپتان نے اس واقعہ سے فوراً رنگون کے ہوائی اڈہ کو مطلع کیا۔ جہاں سے پولیس کو خبر کر دی گئی اور سارے علاقہ میں ڈاکوؤں کی تلاش شروع ہو گئی ہے۔

ایک اور احمدی طالب علم کی نمایاں کامیابی

احباب یہ سن کر خوش ہوں گے۔ کہ میرے چھوٹے بھائی عزیزم اعجاز احمد صاحب طالب علم ڈی۔ بی ہائی سکول گکھڑ ضلع گوجرانوالہ امسال میٹرک کے امتحان میں ۶۳۲ نمبر لے کر اپنے سکول اور ضلع میں فسٹ آئے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کو دینی و دنیوی ترقی اور مزید کامیابیوں کے لئے دعا فرمائیں۔

نفضیلت اسلام بنت چوہدری سلطان علی صاحب آڑھتی گکھڑ حال احمد پور شرقیہ ریاست بہاولپور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۳